AL-MISBAH
RESEARCH JOURNAL

Al-Misbah, **Vol. 3, No. 1**(2023),133-146
https://almisbah.info/

گیارہ ستمبر کے بعد امت مسلمہ کو درپیش اسلاموفوبیا کا چیلنج اور اس کا سدباب

ISLAMOPHOBIA'S ISSUE FOR THE MUSLIM WORLD AFTER SEPTEMBER 11, 2001 AND ITS SOLUTION

* Ghazala Yasmeen
**Dr. Jabeen Bhutto

ABSTRACT

By blaming Muslims for the assaults on the World Trade Center on September 11, 2001, the West broadcast anti-Islamic propaganda around the world and began instilling a sense of fear in people. The phrase "Islamic terrorism" was coined shortly after these atrocities, and Muslims worldwide were portrayed as terrorists, zealots, bloodthirsty, murderers, extremists, anti-human, fundamentalists, and a menace to international peace. Following that, Americans and Europeans started to harbour a growing amount of animosity toward Islam. Western media outlets such as TV, newspapers, and magazines began to portray Muslims as bloodthirsty barbaric people. Islamophobia, which is the term for this Western practice, is one of the major issues the Muslim Ummah has been dealing with since September 11. Following this tragedy, Muslims living in the West face several restrictions and forms of prejudice. People in the West now have such a deep-seated fear of Islam that they occasionally forbid both the headscarf worn by Muslim women as well as the minarets of mosques. This paper investigates the globalization of Islamophobia and its effects on Muslims. How can these issues be resolved, too?

Keywords: Islamophobia, 11 September, Western Muslims, Muslim World, Contemporary Challenges.

تعارف:

چالیس پچاس سال سے اہل مغرب اسلام کے ساتھ فوبیا کا لاحقہ لگا کر بطور اصطلاح استعمال کر رہے ہیں اور اس اصطلاح سے یہ مراد لیا جاتا ہے کہ دین اسلام اصل میں ایک پُر تعصب دین ہے جس میں غیر مسلموں کے لیے تشدد پسندانہ رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔ مستزاد یہ کہ اسلاموفوبیا کو لے کر مسلمانوں پر یہ الزام بھی عائد کیا جاتا ہے کہ مسلمان عہد جدید کی ہر اس شے کو مسترد کر دیتے ہیں جس کا تذکرہ اسلامی ادب میں نہیں ملتا اور اس کی مثال مساوات، تحمل، انسانی حقوق اور جمہوریت جیسے نظریات سے دی جاتی ہے۔ ان کے خیال میں اسلام ان نظریات کا مخالف ہے۔ گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کے واقعے کے بعد مغرب میں مسلمانوں کے خلاف اسلام فوبیا میں بہت زیادہ اضافہ ہوا اور یہ مغربی طرز عمل مسلمانوں کے لیے ایک بڑے چیلنج کے طور پر سامنے آیا۔

* PhD Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh Jamshoro.
** Assistant Professor, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh Jamshoro.

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

ضرورت واہمیت

اسلاموفوبیاکے باعث مغرب میں اسلام کے بارے میں ایک خود تراشیدہ(self-constructed)تصویر بن گئی ہے جس کے مطابق مغرب یہ سمجھتاہے کہ دین اسلام میں جمود ہے جس کی وجہ سے یہ کسی تبدیلی اور تغیر کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتاباوجود یہ کہ تاریخی طور پر مسلمان کئی ریاستوں میں موجود رہے ہیں۔اس کے علاوہ مغربی لوگوں کے ذہن میں یہ فکر بھی موجود ہے کہ اسلامی تہذیب دیگر تہذیبوں سے یکسر مختلف ہے جو کسی تہذیب و تمدن سے متاثر نہیں ہوتی حالانکہ دین اسلام کے پیروکار دنیا کے مختلف معاشروں اور تہذیبوں سے تعلق رکھتے ہیں۔۱۱ ستمبر کے بعد عالم مغرب نے کھل کر اسلام کو جارحیت پسند، دھمکی و تشدد آمیز، دہشت گردی کا معاون اور تہذیبوں کے خلاف بر سرپیکار مذہب قرار دیناشروع کر دیاحالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ مذہبی دہشت گردی کی شروعات سب سے پہلے یہودیوں اور پھر عیسائیوں نے کی حتیٰ کہ قرون وسطیٰ میں کاتھولک اور پروٹسٹنٹ عیسائی ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔

اس لیے اس امر کی ضرورت محسوس کی گئی کہ اسلام کے خلاف اسلاموفوبیاکے ان تصورات کا جائزہ لیتے ہوئے ان کے سدِباب کے لیے تجاویز پیش کی جائیں اور اسلام کی صحیح تصویر مغرب کے سامنے پیش کی جائے تاکہ ان کے شکوک وشبہات دور ہوسکیں اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ بھی ادا ہو سکے۔

سابقہ کام کا جائزہ

اسلاموفوبیاکامسئلہ اسلام کو درپیش جدید تحدیات میں سے ایک ہے، تاہم اس موضوع پر بہت ہی قلیل کام ہوا ہے البتہ مغرب میں اس حوالے سے کافی کچھ لکھاجاچکاہے۔ تاہم ایسامواد کم یاب ہی ہے جس میں اسلاموفوبیاکے اسباب وعوامل کا جائزہ لیتے ہوئے ان سے نبرد آزما ہونے کی حکمت عملی اور لائحہ عمل بھی بیان کیاگیاہو۔ابھی تک اس موضوع پر کوئی ایم فل وپی ایچ ڈی کامقالہ یاتحقیقی انداز میں کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔البتہ کچھ تحقیقی مضامین ضرور لکھے گئے ہیں جو حسب ذِیل ہیں:

۱. "قرآن پاک کی روشنی میں اسلاموفوبیاکے سدِباب کے لیے حکمت عملی"، ڈاکٹر خدیجہ عزیز،(تحقیقی آرٹیکل)ششماہی الایضاح، شیخ زاید اسلامک سینٹر، کراچی، جلد۲۹، شمارہ جولائی-دسمبر ۲۰۱۴ء۔

۲. "عصر حاضر میں دعوت اسلام کو درپیش اسلاموفوبیاکا چیلنج اور سیرت طیبہ کی روشنی میں اس کا حل"، ڈاکٹر حافظ وقاص خان،(تحقیقی آرٹیکل) اسلامک سائنسز سوسائٹی فار سوشل سائنس اینڈ ریسرچ ایسوسی ایٹ، کراچی، جلد۴، شمارہ۲۰۲۱،۲ء۔

۳. "اسلاموفوبیااور اکیسویں صدی عیسوی میں مستشرقین کی سرگرمیوں کا جائزہ"، حافظ نوید بن شکیل،(تحقیقی آرٹیکل)اسلامک سائنسز سوسائٹی فار سوشل سائنس اینڈ ریسرچ ایسوسی ایٹ، کراچی، جلد۳، ۲۰۲۰ء

تحقیقی سوالات

- اسلام فوبیاکے اسلامی معاشرے میں پھیلنے کی کیاوجوہات ہیں؟
- اسلام فوبیاکی ترویج میں ۱۱ ستمبر کے واقعے کا کیاکردار ہے؟

- مغرب میں اسلام فوبیا میں اضافہ کیوں ہوا اور یہ کیسے پھیلا؟
- اسلامی معاشروں میں اسلام فوبیا پھیلنے کے نتیجے میں اس کے کیا اثرات ظاہر ہوئے؟

اسلام فوبیا کی اصطلاح

اہل مغرب کی نظر میں اسلام، مسلمان اور اسلامی اقدار تاریخی طور پر متنازع اور سنگین بحث کا حصہ رہے ہیں۔ تاہم ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے واقعے نے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں مغربی تصورات کو یکدم تبدیل کر دیا اور مغرب میں اہل اسلام سے خوف اور مسلمانوں سے نفرت رکھنے کی ایک خاص کیفیت نے جنم لیا جسے "اسلاموفوبیا" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔[1] اہل مغرب میں اسلاموفوبیا کے اثرات نہ صرف خوف، نفرت اور اسلامی اقدار کے لیے حقارت آمیز جذبات سے ظاہر ہوتے ہیں بلکہ اس کیفیت میں مبتلا افراد اسلام سے شدید بغض و عداوت، مسلمانوں سے دشمنی، امتیازی سلوک، دھمکی آمیز رویہ رکھتے ہیں اور انہیں ظلم وستم کا نشانہ بنانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔[2]

یہ اصطلاح اسلام کے ساتھ فوبیا (phobia) کا لاحقہ لگا کر بنائی گئی ہے جس کے لغوی معنی نفرت اور بے جا خوف کے ہیں اور انگریزی زبان میں اس لفظ کو اس وقت کسی نام کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے جب اس لفظ سے خوف و دہشت باور کروانا مقصود ہو۔[3] انگریزی لفظ "Xenophobia" (دوسرے ممالک کے لوگوں سے خوف و نفرت) اور "Anti-Semitism" (یہودیوں کے خلاف خوف نفرت) بھی اسی معنی میں استعمال ہوتے ہیں جنہیں دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ مجموعی اعتبار سے یہ تمام اصطلاحات نسل پرستی اور عدم رواداری کا مفہوم رکھتی ہیں۔ یہ اصطلاح اسلام کے خلاف اہل مغرب کے متعصب رویے کے اظہار کے لیے یہ اصطلاح منظر عام پر لائی گئی اور اسلام اور فوبیا، ان دونوں لفظوں کے درمیان انگریزی زبان کا لفظ "o" کا اضافہ کیا گیا تا کہ ان دونوں کے مابین نسبت کے معنی پیدا ہو جائے۔ اگرچہ یہ اصطلاح بظاہر جدید معلوم ہوتی ہے مگر اس کی فکری بنیادیں سو سال پرانی ہیں اور یہ اصطلاح سب سے پہلے ۱۹۲۳ء میں سامنے آئی جب ایک فرانسیسی مستشرق "Etienne Diet" نے "islamophobie" لفظ اپنی تحریر میں استعمال کیا۔ بعد میں اس لفظ کی وضاحت اسکالرز نے اس طرح کی کہ یہ لفظ اسلام کے خلاف اس تعصب کو بیان کرتا ہے جو مغرب اور عیسائی تہذیب میں عمومی طور پر پایا جاتا ہے۔"[4] دوسری بار یہ اصطلاح ایک امریکی رسالے "Insight Magazine" میں ۱۹۹۱ء میں منظر عام پر آئی مگر اسے فروغ ۱۹۹۷ء میں حاصل ہوا جب معروف برطانوی ادارے "Runnymede" نے اسلاموفوبیا کے حوالے سے ایک تفصیلی رپورٹ شائع کی۔[5] امریکہ کی کیلیفورنیا یونیورسٹی کی ایک تحقیقی رپورٹ میں اسلاموفوبیا کی تعریف کچھ اس طرح سے کی گئی ہے کہ اسلاموفوبیا موجودہ مغربی تہذیب اور استشراق کی عالمی طاقتوں کی اختراع شدہ اصطلاح ہے۔ اس اصطلاح کے ذریعے حقیقی مسلمانوں کو معاشی، سیاسی، سماجی اور ثقافتی طور پر دھمکایا جاتا اور مغربی دنیا کی نظر میں اسلام اور مسلمانوں کو ایک خطرہ بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اسلاموفوبیا دراصل ایک عالمی نسل پرستی پر مشتمل ڈھانچہ ہے جس کے ذریعے مسلمانوں کو امتیازی سلوک کا نشانہ بناتے ہوئے وسائل کی تقسیم میں تفاوت کو برقرار اور وقت پڑنے پر بڑھایا بھی جاتا ہے۔[6]

اسلامو فوبیا کا مفہوم

اسلام فوبیا ایک ایسا نفسیاتی خوف ہے اہل مغرب کے لاشعور میں بیٹھ گیا ہے۔ اس کا کوئی علاج نہیں ہے کیونکہ جس طرح کسی کو واٹر فوبیا ہو جاتا ہے کہ وہ سمندر، دریا، تالاب اور نہر کو دیکھتے ہی شدید ترین خوف وہراس میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس میں ایک اختلاجی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، اسی طرح امریکہ ویورپ کے باشندوں میں اسلام کا خوف ایک ذہنی خوف بن کر رہ گیا ہے۔ اب اہل مغرب جہاں کہیں بھی مسلمانوں یا شعائر اسلام کو دیکھتے ہیں تو غیر شعوری طور پر ان کو خونخوار، دہشت گرد، یہودیت ومسیحیت کا دشمن اور مغربی تہذیب و تمدن کے لیے خطرہ تصور کرتے ہیں اور نفرت کی شدید لہر ان کے قلوب واذہان کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ اسی طرح مغربی میڈیا، یہودی دانش وروں اور مسیحی مفکروں نے اسلام کو ایک تسلسل کے ساتھ ایسا مذہب بنا کر پیش کیا ہے جس کی تعلیمات فرسودہ، انسان کی فطری آزادی کو سلب کرنے والا اور ترقی کا مخالف، صدیوں پیچھے پہنچانے والا ایسا مذہب ہے جو ترقی یافتہ متمدن زمانے کے ساتھ چلنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، فرسودہ خیالات، رجعت پسندی اور بنیادی پرستی کی تعلیم دیتا ہے۔ مغربی میڈیا نے اسلام کی شبیہ کو بگاڑنے میں اپنا سارازور صرف کر دیا ہے جس کے نتیجے میں طبعی طور پر اہل مغرب نے اسلام کو اسی تصور کے ساتھ تسلیم کر لیا ہے اور اسلام کا لاشعوری خوف مغربی عوام کے ذہن پر جم گیا ہے۔ جب اہل مغرب سے کہا جاتا ہے کہ یورپ میں اسلام کی اشاعت اور مسلمانوں کی آبادی مغربی ثقافت کے لیے خطرہ ہے تو اپنے وجود کی بقا کا احساس اسلام کے خلاف جنون کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔[۷]

اسلام فوبیا کا تاریخی پس منظر

اسلام کا مکالمہ دیگر مذہب بالخصوص عیسائیت اور یہودیت سے اسی وقت شروع ہو گیا تھا جب نبی کریم ﷺ نے اپنی تبلیغی مساعی کا آغاز کیا۔ ہجرت مدینہ کے بعد جب مسلمانوں کی طاقت میں اضافہ ہوا اور وہ سیاسی طور پر مستحکم ہو گئے تو معاندین نے قرآن مجید کی آیات اور احادیث مبارکہ پر نکتہ چینی اور اعتراضات کرنے شروع کر دیئے۔ ایسے افعال رزیلہ کا مقصد محض یہ تھا کہ لوگوں کو دلوں میں اسلام کے خوف ایک خوف پیدا کر دیا جائے اور اس دین میں مین میخ نکال کر لوگوں کو اس سے متنفر کیا جائے۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لیے مخالفین اسلام نے متعدد کوششیں کیں۔

نبی مکرم ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد خلفائے راشدین کے زمانے میں بھی اسلام کی طاقت سے خوف زدہ معاندین کی سازشیں جاری رہیں جس کے نتیجے میں پہلے سیدنا عمر فاروقؓ شہید ہوئے، پھر حضرت عثمان غنیؓ اور بالآخر سیدنا علیؓ ابن طالب بھی شہید کے منصب پر فائز ہو گئے۔ اموی دور خلافت میں یوحنا دمشقی نامی ایک عیسائی عالم اسلام کے خلاف پیروپگنڈا کرنے کے حوالے سے خاصا مشہور تھا اور اس نے اسلام کے خلاف متعدد کتابیں لکھیں۔ یہ پہلا عیسائی عالم تھا جس نے لاطینی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا اور اسے یہ کہہ کر دنیا کے سامنے پیش کیا کہ یہ کتاب آسمانی نہیں ہے بلکہ خود حضرت محمد ﷺ کی تصنیف ہے۔[۸]

ہسپانیہ کے مسلم عہد میں کچھ عیسائیوں نے اسلام کے خلاف ہرزہ رسائی اور نبی کریم ﷺ کے خلاف گستاخانہ کلمات ادا کیے تو مسلمان

کے خلاف گستاخیاں کرنا معمول بنا لیا تا کہ اس کے ذریعے سزا پا کر شہادت کا درجہ حاصل کر سکیں۔[9] اس حوالے سے کیرن آرم اسٹرانگ لکھتی ہیں کہ

> ""ان شہداء کا تعلق معاشرے کے تمام طبقات سے تھا: عورتیں اور مرد، راہب، پادری، عام شہری اور مسیحی علمائے دین۔ ان میں سے زیادہ تر وہ تھے جو کسی واضح مغربی تشخص کی جستجو میں مبتلا تھے۔ تاہم کچھ ایسے بھی تھے جو مسلمان اور عیسائی والدین کی اولاد تھے۔ کچھ ایسے بھی تھے کہ جو عیسائی ہونے کے باوجود اس حد تک اسلامی تہذیب کا حصہ بن چکے تھے کہ ان کے نام اسلامی تھے۔ اپنی تہذیبی جڑوں سے دوری ایسا تلخ تجربہ ہے جو ہم جانتے ہیں کہ آج بھی متشدانہ رد عمل کا باعث بن سکتا ہے۔""[10]

گیارہویں صدی کے آخر تک یورپ میں پادریوں کی محنت سے مغربی معاشرے میں ایک بار پھر مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرنے کی تحریک بیدار ہوئی۔ پادریوں نے اپنی مقبوضات مسلمانوں سے واپس حاصل کرنے اور اسلامی حکومت کی سرحدوں کو مختصر کرنے کی غرض سے ایک بار پھر اکھٹے اور متحد ہونا شروع کیا۔ ۱۰۶۱ء میں جرمنوں نے سسلی اور جنوبی اٹلی میں مسلمانوں کے علاقوں پر حملہ کرنا شروع کر دیئے اور ۱۰۹۱ء تک بالآخر ان علاقوں پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوئے۔ پرتگال اور شمالی اسپین کے عیسائی بھی ان علاقوں کو مسلمانوں کے قبضے سے چھڑانے کے لیے بے چین ہوئے اور اندلسی مسلمانوں کے خلاف انہوں نے باقاعدہ عسکری بغاوت شروع کر دی۔ ۱۰۸۵ء تک یہ عیسائی کچھ علاقوں پر قابض ہونے اور اپنی اجارہ داری قائم کرنے میں کامیاب بھی ہوگئے۔ اس کے بعد پوپ اربن دوم نے ۱۰۹۵ء میں یورپی حکمرانوں کے نام ایک حکم نامہ جاری کیا کہ وہ سب ایک پرچم تلے جمع ہو کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کریں اور یروشلم میں موجود ان تمام عیسائی مقدس مقامات کو مسلمانوں کے قبضے سے آزاد کروائیں جو یسوع مسیح کی ذات سے منسوب ہیں۔ پوپ کے اس اعلان کے ساتھ ہی عالم اسلام اور عیسائیت کے مابین صلیبی جنگوں کا باقاعدہ آغاز ہو گیا۔ خون ریز جنگوں کے ایک طویل سلسلے کے بعد بالآخر ۱۰۹۹ء میں عیسائی افواج یروشلم میں داخل ہو گئیں اور وہاں مستقل بنیادوں پر عیسائی آبادی کی بنیاد رکھ دی۔[11] تاہم عالم عیسائیت کا یروشلم پر قبضہ دیرپا ثابت نہ ہوا اور کچھ مدت بعد مسلمانوں نے پھر سے اس شہر پر قبضہ حاصل کر لیا۔

صلیبی جنگوں میں بدترین ہزیمت اٹھانے کے بعد عالم عیسائیت نے پندرہویں صدی عیسوی میں جنگ کا جدید میدان افکار و نظریات کی معرکہ آرائیوں میں تلاش کیا اور اسلامی مصادر کا مطالعہ تنقیدی نظر سے کرنا شروع کر دیا۔ عالم عیسائیت نے تین صدیاں اس کام میں صرف کر دیں یہاں تک کہ جب انیسویں صدی کا آغاز ہوا تو یورپ کی تمام زبانوں میں قرآن مجید، احادیث مبارکہ، سیرت و مغازی اور تاریخ اسلام کے ترجمے کیے جا چکے تھے۔ اس صدی میں مغربی محققین کی بڑی تعداد نے سیرت نبوی ﷺ اور تاریخ اسلام پر آزادانہ تحقیق کرتے ہوئے ان گنت کتابیں تحریر کیں جس میں انہوں نے غلط افکار کو اسلام سے منسوب کیا۔ اس وقت یورپ میں صنعتی ترقی عروج پا رہی تھی اور کلیسیا سے بغاوت کی فضا عام ہو چکی تھی چنانچہ ایسے ماحول میں اسلام کے خلاف علمی حملے تیز کر دیئے گئے تا کہ مغربی عوام انہی حقائق کو مسلمات کا درجہ دے کر قبول کر لے۔[12]

بیسویں صدی عیسوی میں اس فکر نے نئی سمت اختیار کی اور اسلام کی جدید تشریحات کے ذریعے اسلام کا ایسا ورژن سامنے لایا گیا جو نہ صرف اہل مغرب کے لیے قابل قبول ہو بلکہ اسی اسلام کو مسلم معاشرے میں بھی قبولیت حاصل ہو جائے۔ چنانچہ علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، علم سیرت اور اسلامی تاریخ کو اہل مغرب نے اس طرح مدون کیا کہ ان مصادر میں موجود مواد سے اسلام کا وہ تصور سامنے آئے جو نبی مکرم ﷺ، صحابہ کرامؓ اور اسلاف امت کے فہم و منہج سے بعد المشرقین رکھتا ہو۔ اس مغربی طرز فکر کو مسلم معاشروں میں قبولیت اس لیے بھی حاصل ہوئی کہ ۱۹۲۴ء میں خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہونے کے بعد پورا عالم اسلام یورپ کا محکوم بن کر رہ گیا تھا چنانچہ مغرب نے اپنی سیاسی برتری کو اپنے افکار و نظریات کی ترویج کے لیے بھرپور استعمال کیا اور ایسے ادارے قائم کیے جہاں سے پڑھ کر فارغ ہونے والے نوجوانوں نے اسی مغربی فکر سے نکلے مسخ شدہ اسلام کے ورژن کو قبول کر لیا۔[۱۳] اس نظریاتی محاذ پر سب سے زیادہ نشانہ اسلام کے نظریہ جہاد کو بنایا گیا اور اسے خونریزی کے تصور سے جوڑ دیا گیا۔[۱۴]

یہی وجوہات تھیں کہ جب ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے دن ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر حملے ہوئے تو اسلامی عقائد میں سب سے زیادہ "جہاد" کو نشانہ بنایا گیا۔ چوں کہ مسلمانوں کی اکثریت انہی مغربی اداروں کی تعلیم یافتہ تھی لہذا بہت سے متجدد مسلمانوں نے ان مغربی الزامات کو درست قرار دینا شروع کر دیا جو اسلام فوبیا میں مبتلا مغرب اسلام اور اس کے اہم حکم جہاد پر لگا رہا تھا۔

بیسویں صدی کے سیاسی منظرنامے پر اسلام فوبیا اصطلاح کی آمد

عالمی سیاست کے منظرنامے پر پہلی بار اسلام فوبیا کی اصطلاح کا استعمال ۱۹۹۷ء میں برطانیہ سے شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں کیا گیا تھا۔ اس رپورٹ کا نام "Islamophobia: A Challenge For Us All" تھا جس میں اسلامی نظریات اور اسلام فوبیا کو اس انداز سے پیش کیا گیا

۱. اسلام ایک جمود پر قائم مذہب ہے جس میں ایسی کوئی گنجائش و وسعت نہیں کہ وہ جدید نظریات و خیالات کو قبول کر سکے۔
۲. اسلام ان رجحانات کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جو انسان کو علیحدگی پسندی کی طرف لے جاتے ہیں کیونکہ نہ اسلام دوسرے کا اثر قبول کرتا ہے اور نہ ہی دوسروں کو متاثر کرتا ہے اور نہ ہی اس کی اقدار مشترک ہیں۔
۳. اسلام ایک ایسا دہشت گرد، متشدد اور دہشت گردوں کا حامی مذہب ہے جس تہذیبوں کے تصادم میں بری طرح الجھ چکا ہے۔
۴. مغرب کی سماجی اقدار اعلی ہیں اور فلسفہ اسلام ان سے کم ہے کیونکہ اسلام میں بربریت اور غیر معقولیت ہے جو کہ مہذب دور سے قبل کا انداز ہے اور اس میں جنسیت کا غلبہ بھی ہے۔
۵. اسلام ایسا سیاسی نظریہ ہے جسے کشور کشائی کے مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔
۶. اسلام نے مغرب پر جو اعتراضات کیے ہیں اس رپورٹ میں انہیں یکسر مسترد کر دیا گیا۔
۷. اسلام بیزاری کو مسلمانوں کے خلاف امتیازی سلوک اور انہیں اصل معاشرہ سے الگ تھلگ رکھنے کے جواز کے طور پر پیش کیا گیا۔

۸. اسلام مخالف ودشمنی کو فطری وصحیح مؤقف کے طور پر تسلیم کیا گیا۔[۱۵]

۱۱ستمبر کے حملے اور اسلام فوبیا میں شدت

۱۱ستمبر ۲۰۰۱ء کے دن نیویارک میں واقع ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر ہونے والے حملوں کو نہ صرف بین الاقوامی سطح پر دہشت گردی کی نظر سے دیکھا گیا بلکہ انہوں نے پوری دنیا میں ایک سنسنی کی لہر دوڑا دی۔ ہر عقیدے اور مذہب کے پیروکاروں نے عالمی سطح پر ان حملوں کی مذمت کی بالخصوص پوری دنیا میں بسنے والے مسلمانوں نے بھی اس واقعے کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور اس کی مذہب کی۔ اس کے باوجود ان حملوں کا ردعمل مسلمانوں کے خلاف ظاہر ہوا اور مغربی حکمرانوں، سیاست دانوں، صحافیوں اور دانش وروں نے اس واقعہ کو بنیاد بنا کر اسلام کو دہشت گردی سے جوڑ دیا۔ اہل مغرب نے اس عمل کی دلیل یہ دی کہ اسلام ایسا مذہب ہے جو تشدد، جارحیت اور دہشت گردی کا پرچار کرتا ہے اور اس کے پیروکار انسانی حقوق کی جدید اقدار کو قبول کرنے سے قاصر ہیں۔[۱۶] اس مغربی طرز عمل پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک امریکی دانشور لکھتے ہیں کہ

> *"It gives us great credibility to say to the Muslim world: Where have you been since Sept. 11? Where are your voices of reason? You humbly open all your prayers in the name of God of mercy and compassion. But when members of your faith, acting in the name of Islam, murdered Americans or committed suicide against "infidels" your press extolled them as martyrs and your spiritual leaders were largely silent. Other than a few ritual condemnations, they offered no outcry in their mosques; they drew no moral red lines in their schools. That's a problem, because if there isn't a struggle within Islam – over norms and values - there is going to be a struggle between Islam and us."*[17]

> "یہ واقعہ ہمیں مسلم دنیا سے یہ پوچھنے کا ٹھوس جواز فراہم کرتا ہے کہ ۱۱ستمبر کے بعد سے آپ کہاں ہیں؟ آپ کی آوازیں کدھر ہیں؟ آپ اپنی تمام عبادات کا آغاز خداوند کی رحمت وشفقت کے بیان کے ساتھ کرتے ہیں مگر آپ ہی کے ساتھیوں نے اسلام کے نام پر امریکیوں کا قتل کیا یا انہیں "کافر" قرار دے کر ان پر خودکش حملے کیے۔ دوسری طرف آپ کے میڈیا نے ان اعمال کے مرتکبین کو شہید قرار دیا اور آپ کے روحانی پیشواؤں نے اس پر سکوت اختیار کر لیا۔ چند رسمی مذمتوں کے علاوہ آپ کی مساجد میں اس حوالے سے کوئی گفتگو نہیں کی گئی اور نہ ہی آپ کے مذہبی رہنماؤں نے اپنے مدرسوں میں اس حوالے سے کوئی اخلاقی ضابطے مقرر کیے۔ یہی ایک مسئلہ ہے کیونکہ اگر اسلام میں اصولوں اور اقدار سے بالاتر کوئی مدافعت نہیں ہے تو پھر اس کی وجہ سے اسلام اور ہمارے درمیان معرکہ آرائی ہونے جا رہی ہے۔"

ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر ہونے والوں حملوں کو جب اسلام اور مسلمانوں سے منسوب کر دیا گیا تو مسلمانوں کے ساتھ مغربی دنیا کے برتاؤ اور رویوں میں واضح تبدیلی آگئی۔ اس حوالے سے پروفیسر خورشید لکھتے ہیں کہ

"۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء امریکہ کی تاریخ میں ایک سیاہ، المناک اور ناقابل فراموش دن کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ جس طرح ۷۲ برس پہلے ۱۹۲۹ء میں امریکہ کی حصص مارکیٹ کے بتاشے کی طرح بیٹھ جانے (The Great Crash) سے اور ۱۹۴۲ء میں پرل ہاربر پر اچانک جاپانی حملے سے (جس میں تقریباً ڈھائی ہزار امریکی ہلاک ہوئے) امریکہ کی معیشت، سیاست اور عالمی کردار کی قلب ماہیت ہوئی، بالکل اسی طرح ۱۱ ستمبر کے اس سانحے نے امریکہ کو ہی نہیں بلکہ پوری مغربی دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔"[۱۸]

گیارہ ستمبر کے واقعے کے بعد دنیا کا منظر نامہ بالکل تبدیل ہو گیا اور کل کے دشمن آج کے دوست اور آج کے دوست کل حریف بن گئے۔ وجہ صرف ایک ہی تھی کہ سوویت یونین کے خاتمے کے بعد دنیا کی سپریم پاور کے معاشی و فوجی مرکزوں "ورلڈ ٹریڈ سینٹر" اور "پینٹا گون" پر حملہ کیا گیا تھا۔ ان دونوں واقعات میں زیادہ اہمیت اس بات کی نہیں کہ اس میں بے تحاشا انسانی جانوں کا ضیاع ہوا بلکہ اصل اہمیت اس بات کی تھی کہ اس حملے میں امریکی قوت کی علامتوں کو نشانہ بنایا گیا تھا۔ اس واقعے کے بعد دنیا کے بیشتر اہم ملکوں کی پالیسی میں نمایاں طور پر تبدیلی آئی اور دنیا ایک نئے ڈگر پر چل پڑی۔ اس واقعہ کے بعد مغربی تجزیہ نگاروں اور مفکرین نے اسلام کو ایک پر تشدد مذہب قرار دینا شروع کر دیا اور پاکستان میں شدید ترین خارجی و داخلی مسائل شروع ہو گئے جو کہ ہنوز اسی صورت میں موجود ہیں۔ تاہم اسلام فوبیا کو بے تحاشا فروغ حاصل ہوا اور تہذیبی تصادم ایک جدید حقیقت کی صورت میں دنیا کے سامنے آیا مگر یہ صرف چند افراد کا انفرادی عمل تھا جس نے تہذیبوں کو آپس میں متصادم کروا دیا۔[۱۹]

گیارہ ستمبر کے حملوں کے بعد پوری دنیا میں مسلمانوں کو ملامت کا نشانہ بنایا گیا، مغربی ممالک میں نہ صرف ان کی موجودگی پر سوالیہ نشان اٹھانے جانے لگے بلکہ ان کی وفاداریوں کو بھی شک کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ مسلمانوں کی املاک پر حملے شروع ہو گئے جس میں کئی مسلمان جاں بحق بھی ہوئے۔ امریکہ سمیت پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف جرائم میں تیزی سے اضافہ ہوا یہاں تک کہ ایف آئی اے کی ایک رپورٹ کے مطابق مسلمانوں کے خلاف پر تشدد واقعات، حملوں اور دھمکیوں کے واقعات میں ڈرامائی انداز میں 1600 فیصد تک اضافہ مشاہدے میں آیا۔[۲۰]

صلیبی جنگ اور اسلام فوبیا

گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کو جب امریکہ میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر حملے ہوئے تو اس کے فوراً بعد امریکی صدر جارج ڈبلیو بش نے افغان طالبان پر اس حملے کی ذمہ داری عائد کر دی۔ اس کے بعد امریکی صدر کی بہت سی تقاریر میں ان کے جارحانہ عزائم کو دیکھا جا سکتا ہے کیونکہ اس واقعے کے بعد اسلام فوبیا امریکہ میں تیزی سے پھیلا تھا جس کے نتیجے میں امریکی صدر تک اسلام کے خلاف کھل کر بولنے لگے۔ امریکی صدر بش نے ایک تقریر میں صریح الفاظ میں بیان دیا کہ گیارہ ستمبر کے سانحے نے امریکہ میں بیداری کی لہر دوڑا دی ہے اور اب امریکہ اپنے "عقیدۂ آزادی" کے دفاع کے لیے پوری طرح تیار ہے۔ امریکہ کا غم شدید غصے اور قہر میں تبدیل ہو گیا ہے اور یہ قہر ہی اس مسئلے کا کوئی حل نکالے گا چاہے امریکہ کے

دشمنوں کو کسی بھی طرح انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے مگر اب انصاف کا ہونا ناگزیر ہے۔ صدر بش نے افغان طالبان سے مطالبہ کیا کہ وہ فی الفور اسامہ بن لادن کو گرفتار کر کے امریکی حکومت کے حوالے کر دیں اور ہر قسم کی دہشت گردی کی پشت پناہی کرنا بند کر دیں اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو پھر انہیں سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ بعد ازاں امریکی صدر نے انجیلی الفاظ استعمال کرتے ہوئے افغانستان پر حملے کا اعلان کیا کہ اس جنگ میں جو ہمارے ساتھ نہیں وہ ہمارے خلاف ہے چنانچہ اس جنگ کو اکیسویں صدی کی صلیبی جنگ قرار دے دیا گیا۔ [۲۱]

صدر بش کا یہ اعلان کہ ہم نے صلیبی جنگ کا آغاز کر دیا ہے اور ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر حملے کا تعلق فوری طور پر القاعدہ اور مسلمانوں سے نتھی کر دینا ایک بین الاقوامی یہودی سازش پر عمل درآمد تھا جس کے لیے یورپی اور امریکی باشندوں کی ذہن سازی کئی دہائیوں سے کی جارہی تھی اور انہیں مسلسل اسلام کے نام سے ڈرایا اور دھمکایا جارہا تھا۔ پچاس سال سے زائد مغربی محنت کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب ورلڈ ٹریڈ سینٹر جیسے عالمی تجارتی مرکز کی تباہی کو مسلمانوں سے منسوب کر دیا گیا تو "اسلامی دہشت گردی" کی اصطلاح بھی اختراع کی گئی اور پوری دنیا کے مسلمانوں کو دہشت گردی، جنونی، خونخوار، قاتل، انتہا پسند، انسانیت دشمن، بنیاد پرست اور عالمی امن کے لیے خطرہ بنا کر پیش کیا جانے لگا۔ جس کے بعد امریکی اور یورپی عوام کے قلوب و اذہان میں دین اسلام کے خلاف نفرت کا سمندر موجیں مارنے لگا۔ مغربی ٹی وی چینلز، اخبارات و رسائل پر مسلمانوں کو ایک خون آشام وحشی قوم بنا کر پیش کیا جانے لگا۔ [۲۲]

گیارہ ستمبر کے بعد اسلاموفوبیا میں تیزی

۲۰۰۱ء میں مغرب میں مسلمانوں کے خلاف مخالفانہ جذبات میں مبالغہ آرائی کی حد تک شدت آگئی جس کی بڑی وجہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر ہونے والے حملے تھے جن کا تعلق مبینہ طور پر مسلمانوں سے جوڑا جارہا تھا۔ اس ضمن میں پروفیسر خورشید رقم طراز ہیں کہ

> "۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء امریکہ کی تاریخ میں ایک سیاہ، المناک اور ناقابل فراموش دن کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ جس طرح ۷۲ برس پہلے ۱۹۲۹ء میں امریکہ کی حصص مارکیٹ کے بتاشے کی طرح بیٹھ جانے (The Great Crash) سے اور ۱۹۴۲ء میں پرل ہاربر پر اچانک جاپانی حملے سے (جس میں تقریباً ڈھائی ہزار امریکی ہلاک ہوئے) امریکہ کی معیشت، سیاست اور عالمی کردار کی قلب ماہیت ہوئی، بالکل اسی طرح ۱۱ ستمبر کے اس سانحے نے امریکہ کو ہی نہیں بلکہ پوری مغربی دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔" [۲۳]

گیارہ ستمبر کے واقعے کے بعد دنیا کا منظر نامہ بالکل تبدیل ہو گیا اور کل کے دشمن آج کے دوست اور آج کے دوست کل حریف بن گئے۔ وجہ صرف ایک ہی تھی کہ سوویت یونین کے خاتمے کے بعد دنیا کی سپریم پاور کے معاشی و فوجی مرکزوں "ورلڈ ٹریڈ سینٹر" اور "پینٹاگون" پر حملہ کیا گیا تھا۔ ان دونوں واقعات میں زیادہ اہمیت اس بات کی نہیں کہ اس میں بے تحاشا انسانی جانوں کا ضیاع ہوا بلکہ اصل اہمیت اس بات کی تھی کہ اس حملے میں امریکی قوت کی علامتوں کو نشانہ بنایا گیا تھا۔ اس واقعے کے بعد دنیا کے بیشتر اہم ملکوں کی پالیسی میں نمایاں طور پر تبدیلی آئی اور دنیا ایک نئے ڈگر پر چل پڑی۔ اس واقعہ کے بعد مغربی تجزیہ نگاروں اور مفکرین نے اسلام کو ایک پر تشدد مذہب قرار دینا شروع کر دیا اور

پاکستان میں شدید ترین خارجی و داخلی مسائل شروع ہو گئے جو کہ ہنوز اسی صورت میں موجود ہیں۔ تاہم اسلام فوبیا کو بے تحاشا فروغ حاصل ہوا اور تہذیبی تصادم ایک جدید حقیقت کی صورت میں دنیا کے سامنے آیا مگر یہ صرف چند افراد کا انفرادی عمل تھا جس نے تہذیبوں کو آپس میں متصادم کروا دیا۔[۲۴]

اسلام فوبیا کا سدباب

اہل مغرب میں اسلام اور مسلمانوں سے نفرت اور خوف کا احساس انتہا درجے کا ہے جس کی وجہ سے وہ دین اسلام کو پوری دنیا کے سامنے ایک جنونی اور جارح مذہب کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔ مغرب اس طرز عمل سے یہ چاہتا ہے کہ اسلام کو بدنام کر کے مسلمانوں کے قتل و غارت گری کے جواز کے لیے راہ ہموار کی جائے۔ نائن الیون کے واقعے کے بعد تو مغربی اسلامو فوبیا نے مزید شدت اختیار کر لی ہے۔ جس کا تدارک کرنا تمام مسلمانوں پر اجتماعی و انفرادی دونوں حیثیتوں سے فرض ہے۔ اسلامو فوبیا پر قابو پانے کے لیے ایک کثیر الجہات حکمت عملی کی ضرورت ہے جس میں تعلیم، عوامی مکالمے، منفی تصورات سے برات اور تعصب پر مبنی رویوں کا تدارک کرنا شامل ہے۔ اس ضمن میں چند اقدامات درج ذیل ہیں جو اس کے سدباب میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

بذریعہ تعلیم: اسلام فوبیا کا سدباب کرنے کے لیے وقت کی اہم ترین ضرورت دین اسلام کا حقیقی فہم اور اس کا عملی زندگی میں اطلاق ہے۔ دور حاضر میں مغربی تہذیب کی یلغار نے دین کا صحیح تصور مسخ کر دیا ہے اور لوگوں نے انہی افکار و نظریات کو دین سمجھ لیا ہے جن کی آبیاری و ترویج خود اہل مغرب نے کی ہے۔ اسلامی تعلیمات کو ان کی کامل معنویت کے ساتھ اجاگر کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان بچوں کو راسخ العقیدہ دینی مدارس میں داخل کروایا جائے تاکہ وہ دین کی جدید تعبیرات کے بجائے حقیقی فہم دین سے آشنا ہوں۔ عوام الناس کو علما کرام اور درس قرآن کے حلقوں سے جوڑا جائے اور لوگ اپنے روزمرہ مسائل کا حل شریعت مطہرہ کی روشنی میں علما کرام سے پوچھ کر کریں تاکہ دین اسلام کا اصل تشخص اجاگر ہو اور ایک ایسا مثالی معاشرہ وجود میں آئے جس کی اساس قرآن و سنت پر ہو۔[۲۵] یہی معاشرہ آگے چل کر اسلامو فوبیا کے خاتمے کا سبب بن سکتا ہے۔

اس کے علاوہ ایسی درسگاہیں قائم کی جائیں جہاں عصری علوم کے ساتھ دینی تعلیم بھی دی جائے اور مغربی علوم میں موجود ملحدانہ فلسفے کی تردید کرتے ہوئے ان تمام علوم و فنون پر وحی کی بالادستی ثابت کی جائے۔ عصر حاضر میں اسلامو فوبیا پھیلنے کی اہم وجہ یہ بھی ہے کہ مسلمانوں نے فکری طور پر مغرب سے متاثر ہو کر زندگی کے ہر میدان میں مغربی افکار و نظریات کی بالادستی کو تسلیم کر لیا ہے۔ ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمانوں کی نسل نو کا تعلق ان کی درخشاں تاریخ، عقائد اور علمیت سے جوڑا جائے تاکہ مسلمانوں میں موجود مغربی نظریات کے تفوق کے عنصر کو ختم کیا جا سکے اور مسلمان دین متین پر عمل کر سکیں جس کے نتیجے میں اسلامو فوبیا کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

بذریعہ مکالمہ: اسلام فوبیا کا خاتمے کے لیے دوسری اہم ضرورت ان مغربی تحقیقات کا جواب دینا ہے جن میں اسلام کے خلاف پیروپگنڈا کیا گیا ہے جو اسلامو فوبیا پھیلانے کا سبب بن رہا ہے۔ اہل مغرب نے صدیاں صرف کر کے اسلام پر ان گنت کتابیں لکھی جن میں اسلام کا حقیقی تشخص مسخ کر کے پیش کیا گیا ہے۔ اگرچہ مسلم دنیا پر ان کتابوں کی تباہ کاری زیادہ دیر تک جاری نہ رہی مگر اس کے اثرات اب بھی متجدد مسلمانوں میں دیکھے

جاسکتے ہیں۔ان مغربی گمراہ کن ادب کے بالمقابل مسلم علمانے ایسا وسیع اور جاندار ادب تیار کیا جس سے ایمان ویقین کو آگہی حاصل ہوتی ہے [۲۶] تاہم اس ذخیرہ ادب میں ہنوز تشنگی باقی ہے کیونکہ مغرب میں اسلاموفوبیا کی ترویج کے لیے لکھی جانے والی بیشتر کتب مسلمان علما تک نہیں پہنچ سکیں جب کہ وہ کتب مغربی عوام کی رسائی میں ہیں اور وہ ان کتب کو پڑھ کر اسلام اور مسلمانوں سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔اگر اسلام پر لگانے جانے والے ان تمام مغربی الزامات کا جواب دے دیا جائے تو اسلاموفوبیا کا مکمل خاتمہ کیا جاسکتا ہے کیونکہ آج بھی مغرب میں تحقیق کی جستجو رکھنے والے لوگ جب حقیقی اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان پر حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف مغرب میں جو تصور پایا جاتا ہے اس کی حیثیت ایک سراب کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔اس کی عمدہ مثال گیارہ ستمبر کے واقعے کے بعد افغانستان میں داخل ہو کر طالبان کے ہاتھوں گرفتار ہونے والی برطانوی صحافی ایوون ریڈلے(Yvonne Ridley) کی ہے جو کچھ عرصہ طالبان کی قید میں بھی رہیں۔بعد ازاں رہائی ملنے پر جب وہ وطن واپس پہنچیں تو انہوں نے اسلامی تعلیمات کا غیر جانبداری سے مطالعہ کیا تو ان پر اسلام کی حقانیت واضح ہو گئی اور انہوں نے فی الفور اسلام قبول کر لیا۔[۲۷]

بذریعہ مساجد: نبی مکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ علما کرام انبیا علیہم السلام کے وارث ہیں [۲۸] چنانچہ اسلاموفوبیا کے خاتمے کے لیے عوام الناس کو ان علما کرام سے جوڑنا ناگزیر ہے جن کا عقیدہ و منہج قرآن و سنت، صحابہ کرام اور سلف کے منہج وعقائد کے مطابق ہو۔لوگوں کو دعوت دے کر ان علما کرام کے حلقوں میں شریک کیا جاسکتا ہے کیونکہ مسلمان صرف اسی بات کا مکلف ہے۔اس کے بعد ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے کیونکہ ارشاد خداوندی ہے کہ

"إِنَّكَ لا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ"[۲۹]

"بے شک تم اس کو ہدایت نہیں دے سکتے جسے تم پسند کرتے ہو لیکن صرف اللہ ہی ہے جو جسے چاہتا ہے ہدایت سے نواز دیتا ہے اور وہ انہیں خوب جانتا ہے جو ہدایت پانے والے ہیں۔"

مساجد کے ذریعے لوگوں کو دین سے جوڑ کر ان کی زندگی اسلامی تعلیمات میں ڈھالی جاسکتی ہے جس کے نتیجے میں اسلاموفوبیا کا خاتمہ ممکن ہو سکے گا کیونکہ بیت اللہ کی شاخیں ہیں جو کہ تمام خیر کا مرکز ہے لہذا تمام مساجد بھی خیر کے مراکز ہیں اور انہی کے ذریعے ایسا معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا ہے جس کی بنیاد خیر و تقویٰ پر ہو۔جو شخص مسجد سے جڑ جاتا ہے تو اس کا دل بھی بھلائی سے جڑ جاتا ہے کیونکہ حدیث میں وارد ہوتا ہے کہ

" مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ"[۳۰]

"اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔"

دین سیکھنے کا بڑا پلیٹ فارم مساجد ہیں جہاں آکر انسان کو دینی ماحول اور فہم نصیب ہوتا ہے۔دین کا یہی فہم انسان کو باعمل مسلمان بنانے میں معاون ثابت ہوتا ہے جس کے نتیجے میں معاشرے سے اسلاموفوبیا کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

بذریعہ مشترکات: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے دعوت کا اہم ترین اسلوب "مشترکات پر آنا" بیان کیا ہے۔قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ"[۳۱]

"اس بات پر آؤ جو تم میں اور ہم میں مشترک ہے"

عصر حاضر میں مغرب اور اسلام کے مابین چند مشترکات میں سے ایک اقوام متحدہ کا منصوبہ پائیدار ترقی " Sustainable Development Goals" یا"SDG" ہیں۔ گزشتہ چند صدیوں میں ہونے والی بے پناہ ترقی اور قدرتی وسائل کے بے دریغ استعمال نے کرہ ارض کا حسن اور ماحولیاتی نظام کو اس حد تک درہم برہم کر دیا ہے کہ آنے والی نسلوں کے مستقبل پر سوالیہ نشان اٹھنے شروع ہو گئے ہیں کہ کیا آنے والی نسلوں کو وہ تمام وسائل و سہولتیں میسر ہوں گی جن سے آج کا انسان تمتع کر رہا ہے۔ ان وسائل کی منصفانہ تقسیم اور استعمال کا منصوبہ "پائیدار ترقی" یا"Sustainable Development" کہلاتا ہے جس کے سترہ اہداف ہیں۔ ان اہداف میں غربت کا خاتمہ، بھوک و افلاک کا خاتمہ، معاشرے میں موجود افراد کی صحت و تندرستی کو یقینی بنانا، معیاری تعلیم عام کرنا، خواتین کے حقوق کا تحفظ، پینے کے صاف پانی کی فراہمی کو یقینی بنانا، سستے اور جدید ذرائع سے توانائی کا حصول ممکن بنانا، تمام افراد کو ان کی اہلیت کے مطابق روز گار فراہم کرنا، پائیدار صنعتوں کا قیام عمل میں لانا، بین الممالک عدم مساوات کو ختم کرنا، انسانی بستیوں اور شہروں کو محفوظ بنانا، پائیدار کھپت اور پیداوار کے نظام کو بہتر بنانا، موسمیاتی تبدیلیوں کے اثرات کا سدباب کرنا، سمندری آلودگی کا خاتمہ کرنا، قدرتی ماحولیاتی نظام کا تحفظ و بحالی، انصاف کی فراہمی اور پائیدار ترقی کے لیے عالمی شراکت داری کو فروغ دینے کے لیے اقدامات کرنا شامل ہیں۔ تاہم اسلام کی آفاقی تعلیمات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وسائل کے متوازن استعمال کا تصور چودہ سو سال قبل قرآن مجید نے مختلف اسالیب و انداز میں کئی مواقع پر بیان فرما دیا تھا۔ اس ضمن میں قرآن مجید کی چند آیات درج ذیل ہیں۔

"وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ"[۳۲]

"اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو اور تول کم مت کرو"

"وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا"[۳۳]

"اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ ان دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔"

"اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا"[۳۴]

"فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔"

اس جیسی متعدد آیات مبارکہ قرآن مجید میں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے اس امت کو معتدل امت بنایا ہے اور انہیں ہر معاملے میں اعتدال قائم کا حکم دیا ہے لہذا مغربی اقوام نے اس کرہ ارض کو تباہی سے بچانے کے لیے جو پائیدار ترقی کا منصوبہ اکیسویں صدی کے آخر میں پیش کیا، اسے قرآن کریم نے چودہ سو سال قبل ہی بیان فرما دیا۔ ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ " Sustainable Development" کے اہداف کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مغربی اقوام کے سامنے بیان کیا جائے تا کہ اس کے ذریعے ان کے قلوب و اذہان سے اسلاموفوبیا کو ختم کیا جا سکے۔

خلاصہ

مغرب اور اسلام کے مابین نظریاتی و فکری معرکہ آرائی تو آغاز اسلام سے ہی چلی آ رہی ہے مگر گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر ہونے والے حملوں کے بعد اس جنگ میں مزید شدت آگئی کیونکہ اس کے نتیجے میں مغربی معاشرے میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف شدید ترین نفرت اور خوف کی لہر دوڑ گئی جسے اسلاموفوبیا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں مغربی معاشروں میں مسلمانوں کو امتیازی سلوک کا نشانہ بنایا جانے لگا اور ان کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ ایک نئی صلیبی جنگ کا اعلان بھی کر دیا گیا۔ مغرب کی یہ فکر در اصل اسلامی تعلیمات سے نا آشنا ہونے کا نتیجہ ہیں اور اس کا سدباب اسی صورت میں کیا جا سکتا ہے کہ جب مغرب کے سامنے اسلام کی درست اور معتدل تصویر پیش کی جائے۔

حواشی و حوالہ جات

[1] *Islamophobia:A Challenge for Us All* (London: The Runnymede Trust, 1997), 1.

[2] Doudou Diène, "Report of the Special Rapporteur on Contemporary Forms of Racism, Racial Discrimination, Xenophobia and Related Intolerance," 2006, https://digitallibrary.un.org/record/566139?ln=en.

[3] "Phobia Noun - Definition, Pictures, Pronunciation and Usage Notes | Oxford Advanced Learner's Dictionary at OxfordLearnersDictionaries.Com," accessed February 11, 2023, https://www.oxfordlearnersdictionaries.com/definition/english/phobia?q=phobia.

[4] AbdoolKarim Vakil, "Is the Islam in Islamophobia the Same as the Islam in Anti-Islam; or, When Is It Islamophobia Time?1," *E-Cadernos CES*, no. 03 (March 1, 2009), https://doi.org/10.4000/ECES.178; "Histoire et Mythe Conspirationniste Du Mot « Islamophobie » – Fragments Sur Les Temps Présents," accessed February 11, 2023, https://tempspresents.com/2019/06/19/histoire-et-mythe-conspirationniste-du-mot-islamophobie/#sdfootnote16sym.

[5] *Islamophobia:A Challenge for Us All*.

[6] "Islamophobia Research and Documentation Project | Center for Race and Gender," accessed February 11, 2023, https://crg.berkeley.edu/research/research-initiatives/islamophobia-research-and-documentation-project.

[۷] اقلیتوں کے حقوق اور مغرب میں اسلاموفوبیا (نئی دہلی: ایفا پبلیکیشنز، ۲۰۱۱)، ص۵۴۹.

[۸] نعیم مشتاق، مسیحیت اور مکالمہ محبت (لاہور: نوریہ رضویہ پبلی کیشن، ۲۰۰۷)، ص۱۵۶،۱۵۵.

[9] Jessica A Cope, *The Martyrs of Cordoba: Community and Family Conflict in an Age of Mass Conversion* (Nebras Ka: University of Nebraska, 1995), 5–10.

[۱۰] کیرن آرمسٹرانگ، محمد ﷺ: ایک سیرۃ النبی (لندن، ۱۹۷۵)، ص۲۳.

[۱۱] شاہ معین الدین احمد ندوی، تاریخ اسلام (اعظم گڑھ ہندوستان: معارف پریس، ۱۹۴۹)، حصہ سوم، ص۱۴۵،۱۵۵.

[۱۲] مولانا محمد اسماعیل ریحان، نظریاتی جنگ کے محاذ (کراچی: المنہل، س ن)، ص۸۸-۸۷.

[۱۳] محولہ بالا، ص۹۲-۹۰.

[۱۴] ڈاکٹر عبد القادر جیلانی، اسلام پیغمبر اسلام ﷺ اور مستشرقین مغرب کا اندازِ فکر (لاہور: کتاب سرائے، س ن)، ص۱۶۲.

[15] "The Runnymede Trust | Islamophobia: A Challenge For Us All," accessed January 31, 2023, https://www.runnymedetrust.org/publications/islamophobia-a-challenge-for-us-all.

[16] Javaid Rehman, “Islamophobia after 9/11: International Terrorism, Shariaand Muslim Minorities in Europe—The Case of the United Kingdom,” *European Yearbook of Minority Issues* 3, no. 1 (2003): 227.
[17] Thomas L. Friedman, “Noah and 9/11,” *The New York Times*, September 11, 2002, 33, https://www.nytimes.com/2002/09/11/opinion/noah-and-9-11.html.
[۱۸] خورشید احمد، امریکہ: مسلم دنیا کی بے اطمینانی (اسلام آباد: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، ۲۰۰۲)، ص ۱۴۱.
[19] Akbar S. Ahmed, *Islam under Siege* (Washington: Wiley-Blackwell, 2003), 151.
[20] Philip A. Thomas, “September 11th and Good Governance,” *NILQ* 53, no. 1 (2002): 389.
[21] “Bush: ‘You Are Either With Us, Or With the Terrorists’ - 2001-09-21,” accessed October 30, 2022, https://www.voanews.com/a/a-13-a-2001-09-21-14-bush-66411197/549664.html.
[۲۲] اقلیتوں کے حقوق اور مغرب میں اسلاموفوبیا، ص ۵۴۸.
[۲۳] احمد، امریکہ: مسلم دنیا کی بے اطمینانی، ص ۱۴۱.
[24] Ahmed, *Islam under Siege*, 151.
[۲۵] ریحان, نظریاتی جنگ کے محاذ، ص ۲۶۸.
[۲۶] ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی، یہودی مغرب اور مسلمان (نئی دہلی: اسلامک بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۳)، ص ۲۰.
[27] Rachel Cooke, “Free Radical,” *The Guardian*, July 6, 2008, https://www.theguardian.com/lifeandstyle/2008/jul/06/women.features4.
[۲۸] أبو عیسی، محمد بن سورہ بن شداد، جامع الترمذی، رقم الحدیث ۲۶۸۲
[۲۹] القرآن الکریم، سورۃ القصص، آیت ۵۶
[۳۰] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب العلم، رقم الحدیث ۷۱
[۳۱] القرآن الکریم، سورۃ آل عمران، آیت ۶۴
[۳۲] القرآن الکریم، سورۃ الرحمن، آیت ۹
[۳۳] القرآن الکریم، سورۃ الفرقان، آیت ۶۷
[۳۴] القرآن الکریم، سورۃ الاسراء، آیت ۲۷